اسلامی حکم سیاسی متعلق جہاد و قتل مرتد

اور

سید محمد و مرزا غلام احمد

لایق توجہ گورنمنٹ

مرزا غلام احمد اور اسکے ایک حواری نے اس قسم کے مضامین سول و ملٹری گزٹ ۷ رمئی ۱۹۰۸ء میں شایع کئے تھے۔ جن میں یہ جتایا تھا کہ برٹش گورنمنٹ سے اسکی موجودہ حالت نیوٹرلٹی (عدم مداخلت مذہبی) میں مذہبی جہاد کو ناجائز جاننا خاصتہً اور صرف مرزائی پارٹی کا اعتقاد ہے جسمیں مسلمان عموماً اور ہز میجسٹی امیر افغانستان خصوصاً انکے مخالف ہیں۔ اسی مخالفت کیوجہ سے اُسکا ایک مرید کابل میں قتل کیا گیا ہے۔

سید محمد اڈیٹر اخبار الحق کرانچی نے انکے مضامین کو عام مسلمانوں اور خاص کر ہز میجسٹی امیر پر غیر شریفانہ حملہ قرار دیکر سول ملٹری گزٹ ۲۲ رمئی میں اُن کا یہ جواب دیا ہے۔ جو دو فقروں میں منقول ذیل ہے:-

(۱) گورنمنٹ کی موجودہ حالت نیوٹرلٹی میں اس سے مذہبی جہاد کرنا تمام عالم و فاضل مسلمانوں کے نزدیک ناجائز ہے۔ بلکہ اصول اسلام کے مخالف ہے۔ لہذا مرزا کا یہ الزام عام مسلمانوں پر محض اتہام ہے۔ اور خاصکر ہز میجسٹی امیر پر جو برٹش گورنمنٹ کے سچے دوست ہیں مصالح ملکی کی نظر سے بھی بیجا۔ اور نامناسب ہے۔

(۲) مرزا کے مرید کا کابل میں قتل کیا جانا۔ اس وجہ سے نہیں ہوا۔ کہ وہ مرزا گورنمنٹ سے جہاد کو ناجائز بتاتا تھا۔ بلکہ وہ اس وجہ سے ہوا تھا کہ مرزا اسلام سے مرتد ہوکر خاتم المرسلین اور کل انبیاء کی (جن میں حضرت مسیح بھی شامل اور اعتقاد اہل اسلام میں قابل عزت و توقیر ہیں) توہین کرتا۔ اور انکو

گالیاں دے چکا تھا۔ اور خود مدعی نبوت بن بیٹھا تھا۔ اور اسکی ان باتوں کو تسلیم کرنے کی وجہ سے اسکا وہ مرید جو قتل کیا گیا ہے مرتد ہو چکا تھا۔ اس کے جواب میں مرزا نے پھر قلم اٹھایا اور سول ملٹری گزٹ ۲۸ مئی ۱۹۰۳ء میں ایک مضمون مشتہر کیا۔ جس میں چار نقرے لائق بحث و نظر ہیں:۔

(۱) میں اور میرے مرید از تھوڈاکس (راسخ مسلمان ہیں) خدا کو اور رسول کو اور قرآن کو مانتے ہیں۔ اسلئے ہم مرتد نہیں ہیں۔ پھر جو ہمکو اسلام سے مرتد قرار دیا گیا ہے۔ اور ہمارے مرید کو قتل کیا گیا ہے۔ تو اس کی وجہ بجز اس کے اور کوئی نہیں ہے۔ کہ ہم اس مہدی اور مسیح موعود کے منکر ہیں۔ جو بزور شمشیر اسلام پھیلائیں گے اور اسی بنا پر ہم جہاد کے بھی منکر ہیں۔ جو عام مسلمانوں کے خیال میں مانا گیا ہے۔

(۲) جو سلوک ہم سے کابل میں کیا گیا ہے۔ یہی سلوک مکہ اور مدینہ اور تمام اسلامی سلطنتوں میں ہمارے ساتھ جائز سمجھا جاتا ہے۔ اور ہمارے جانوں اور مال اور مذہب کو بجز سلطنت برٹش گورنمنٹ کسی جگہ امن نہیں ہے اسلئے جیسے ہم اس سلطنت کے خیر خواہ اور دوام قیام کے طالب ہیں۔ کوئی دوسرا مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(۳) ہم مسلمانوں کے اس مقدس مسئلہ کو کہ مہدی و مسیح آئینگے اور بزور شمشیر اسلام پھیلائینگے۔ خطرناک سمجھتے ہیں۔ اور یہی مسائل سرحدی مسلمانوں کی تباہی کے باعث ہوتے ہیں۔ جب جاہل لوگوں کے دلوں میں ایسے خیال جگہ پکڑ لیتے ہیں۔ تو بمجرد اسکے کہ کوئی شخص مہدی ہونے کا دعوے کرے اور تلوار ہاتھ میں لے تعصب کی آگ شعلہ زن ہو جاتی ہے۔ جاہلوں کی کثیر تعداد اسکے ساتھ ہو جاتی ہے۔ لہذا ہم کہتے ہیں کہ یہ اعتقادات غلط ہیں۔

مذہب اسلام کی صادق اور روشن تعلیم کی موجودگی میں کسی جہاد کی ضرورت نہیں ہے۔ مسلمانوں میں جو دانا ہیں۔ وہ ایسے اعتقادات کو آہستہ آہستہ چھوڑتے جاتے ہیں۔

(۴) میں یہ نہیں کہتا کہ راسخ مسلمانوں سے جو ہمارے مخالف ہیں۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار رعیت نہیں ہیں۔ وہ وفادار تو ہیں۔ ولیکن اگر وہ ایسے اعتقادات کو چھوڑ دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

حضرات! ناظرین میں ان دونوں خیالوں پر منصفانہ محاکمہ کرنا چاہتا ہوں۔ مگر جو لوگ مجھسے پہلے و تعفیش پہلے مجھی کمین اور میرا رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد کہ جو تین زبانوں (اردو۔ انگریزی۔ فارسی) میں چھپکر سر چارلس ایچیسن سر جیمس لائل اور سر فریڈرک رابرٹسن کے نام ڈیڈیکیٹ ہو چکا ہے۔ اور اسکے عربی ایڈیشن کی (جس کو میں ہز میجسٹی ایمپرس کے نام ڈیڈیکیٹ کرنا چاہتا ہوں) اشاعت زیر تجویز ہے۔ کی جس زبان سے وہ دلچسپی رکھتے ہوں اسکی ایک کاپی طلب فرما کر ملاحظہ کریں پھر اس رسالہ اور میرے دیگر مضامین مندرجہ اشاعۃ السنۃ کے متعلق جو چٹھیات و سرٹیفکیٹ اعلیٰ افسران گورنمنٹ کے چھپ چکے ہیں اور انکی بھی ایک کاپی آپکے ملاحظہ کے لیے ارسال ہو سکتی ہے۔ ملاحظہ فرما دیں۔ ان چٹھیات خصوصًا ترجمہ چٹھی فارسی گورنمنٹ پنجاب سے جو اس کاپی میں دوسرے نمبر پر درج ہے۔ میرے رائے کی وقعت کا اندازہ کریں۔ جو گورنمنٹ اور اہل اسلام کی نظر میں ہے۔ اور پھر مرزا غلام احمد کی رائے کی وقعت کا اندازہ کریں کہ وہ اہل اسلام میں کسقدر ہے۔ اور گورنمنٹ میں کسقدر ہے۔ اہل اسلام میں تو اسکا اندازہ اسکے مضمون کے دوسرے فقرے سے ہو سکتا ہے۔ جس میں وہ لکھتا ہے کہ تمام اسلامی سلطنتوں میں مرتد و اجب القتل سمجھا جاتا ہوں۔ اور گورنمنٹ میں اسکی رائے کی وقعت کا اندازہ اس کرتا ہی

کہ اسکے مضامین ممانعت جہاد کے مشتہر کرنے پر بھی گورنمنٹ کی طرف سے اسکے نام کی دو حرفی چٹھی بھی اسکو عطا نہیں ہوئی۔ جس میں مسرت و خوشنودی کا اظہار ہو۔

اسکے بعد یہ منصفانہ محاکمہ سنیں کہ جو کچھ سید محمد ایڈیٹر الحق نے کہا ہے سچ اور بالکل صحیح۔ اسکے فقرہ اوّل کی صداقت پر ایک تو میرا رسالہ الاقتصاد فی مسائل الجہاد شاہد عدل ہے۔ دوسرا گواہ اس سے پیشتر کا رسالہ ڈاکٹر سر سید بجواب رسالہ ڈاکٹر ہنٹر۔ ان دونوں کے ہوتے تیسرے گواہ کی کوئی ضرورت نہیں۔ رسالہ سر سید امید ہے ناظرین کے ملاحظہ سے گذرا ہوگا۔ اگر اسکی ضرورت ہو تو وہ بھی حاضر ہے۔ اور اسکے فقرے کے پہلے حصہ کی (کہ اس کے مرید کو مرتد قرار دیکر قتل کیا گیا ہے) صداقت پر خود مضمون مرزا کا فقرہ ۲ دوم ناطق گواہ ہے۔ مرزا اسکا پچھلے حصہ (کہ اسکو انبیاء کی توہین و دشنام دہی اور دعوے نبوت کی وجہ سے مرتد قرار دیا گیا ہے۔ نہ مسئلہ جہاد کی وجہ سے) کی صداقت پر بھی دو گواہ ہیں۔ ایک مرزا کی تصانیف جن میں اسنے نبوت کا دعوے کیا۔ اور نبی آخر زمان اور حضرت مسیح کی توہین کی ہے۔ جو اسکے بعینہا الفاظ سے نقل کی جاتی ہے۔

ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۳۳ (مطبوعہ ۱۸۹۱) ہے۔ خدا تعالے نے اس عاجز کا نام امتی بھی رکھا ہے۔ اور نبی بھی۔ اور ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵ میں حضرت مسیح کا ذکر کرکے اسنے کہا ہے۔ آپکی عقل موٹی تھی آپکو گالیاں دینے اور بدزبانی کرنے کی اکثر عادت تھی۔ جب یہودی ہاتھ سے کر نکال لیا کرتے آپکو کسیقدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔ اور اسکے صفحہ ۷ میں لکھا ہے آپکا خاندان نہایت پاک مطہر (یعنے ناپاک) ہے تین دادیاں اور نانیاں

زناکار نہیں۔ کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپکا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپکا کنجریوں سے میلان۔ اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ اور رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۱۳ میں کہا ہے کہ میں اسرائیلی مسیح ابن مریم سے پرشان میں بڑھکر ہوں۔

دوسرا گواہ ایک معزز عہدہ دار سلطنت کابل اجو اس دربار میں جس میں مرید مرزا پر مرتد ہونے کا حکم لگایا تھا۔ شامل و شریک تھا کی دستخطی تحریر ہے جو مضمون سول و ملٹری ۲۸ مئی کو پڑھکر اسنے میرے پاس پشاور ارسال کی ہے اس تحریر میں وہ عہدہ دار لکھتا ہے۔ میں خود اس جلسہ میں جو مسجد شاہی کابل میں ہوا تھا۔ موجود تھا۔ جہاد کا ذکر مطلق نہ ہوا تھا۔ صرف ارتداد کا فتوے دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل نہ تھا۔ اور مرزا اسکے پیر نے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں دشنام و توہین کے لفظ استعمال کئے تھے۔"

میں کہتا ہوں ایسے مرتد کو جو نبیوں کو گالی دے اور انکی توہین کرے "قتل کرنے کی فلاسفی اور پولیٹکل وجہ یہ ہے۔ کہ اسکے ان افعال سے تمام اہل المذہب میں اشتعال پیدا ہوکر اس سے کشت و خون و نقض امن عامۂ خلائق کے وقوع کا اندیشہ ہوتا ہے۔

اسی وجہ سے اسلام میں ایسے فتنہ انداز مرتد کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ جیسے کہ دنیا کی تمام سلطنتوں میں بادشاہوں کی اہانت کرنیوالوں اور بغاوت پھیلانے والوں کو پھانسی یا عبور دریائے شور کا حکم دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ آجکل پنجاب میں ہوا ہے۔ اس قتل کی وجہ صرف مذہبی مخالفت یا ایک جزئی حکم جہاد سے انکار نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ وجہ ہوتی تو کوئی مخالفت مذہب مسلمان بادشاہوں

کی تلوار سے نہ بچتا۔ اور انکے ماتحت رعایا میں امن و آزادی نہ رہ سکتا۔ حالانکہ شروع اسلام سے اسوقت تک اسلامی سلطنتوں کے ماتحت غیر اسلامی لوگ بڑا بڑا امن و آزادی سے رہتے چلے آئیں ہیں۔ ہز میجسٹی امیر ہی کی سلطنت کو دیکھو۔ کہ اس میں ہندو عیسائی ارمنی وغیرہ مسلمانوں کی طرح امن و آزادی سے عیش بسر کر رہے ہیں۔ حتی کہ ساٹھ ستر ہندو شاہی دربار میں شرف یاب ہیں۔ اس ملک ہندوستان میں ہز میجسٹی تشریف لائے۔ تو اس ملک کے ہندوؤں و عیسائیوں سے بھی اسی سلوک سے پیش آگئے۔ جیسے مسلمانوں سے پیش آئے۔ عید کے شاہی دربار دہلی میں جیسے مسلمان روساء مدعو و مشرف ہوئے۔ ویسے ہی ہندو روساء مدعو ہوئے۔ ہندوؤں کے معابد و مشاہد کی بھی ہز میجسٹی امیر نے ویسے ہی داد و دہش سے اعانت و عزت کی۔ جس سے مسلمانوں کی مساجد و مشاہد و سکولا اور کالجوں کی یہی وجہ ہے۔ ہز میجسٹی امیر ہندوستان و پنجاب کے تمام ہندو و مسلمان سکھ وغیرہ اہل مذاہب کے اشخاص کے (بجز فرقہ مرزائیہ) دلوں میں ایسی اس محبت و عزت کی تخم ریزی کر گئے ہیں۔ کہ جب تک برٹش گورنمنٹ سے ہز میجسٹی کی دوستی قائم رہے گی وہ عزت اور محبت روز افزون ترقی کریگی اور عمدہ پھل لائیگی۔

اور جو کچھ مرزا غلام احمد نے کہا ہے۔ اسمیں سے صرف فقرہ دوم تو صحیح ہے جو خیال سید محمد کا مصدق ہے اور ہمارا بھی اسپر صاد ہے کہ بیشک آپکو بجز سلطنت برٹش گورنمنٹ کہیں جائے امن نہیں ہے کیونکہ آپکے مذہبی خیالات روئے زمین کے مسلمانوں کے مخالف ہیں۔ اور باقی تینوں فقرے مضمون سے محض خلاف واقعہ اور بالکل غلط و سراسر مغالطہ ہیں۔

پہلے فقرے میں جو اسنے کہا ہے۔ ہم خدا اور رسول و قران کو مانتے ہیں ... مرتد کہنا صرف اعتقاد آمد مسیح و مہدی سے انکار کی وجہ سے ہے۔ وہ بالکل

سفید جھوٹ ہے۔
مرزائی پارٹی کا بظاہر خدا و رسول و قرآن کو ماننا ایسا ہے جیسا کہ اسکے
تمام مخالف مسلمانوں کا سچے دل سے خدا و رسول اور قرآن کو ماننا ہے وجہ لہذا
جیسا مرزا ان سب مسلمانوں کو کافر و مرتد سمجھتا ہے۔ اور اپنی پارٹی کا ان سے
میل جول رکھنا۔ اور انکے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں رکھتا۔ ان دنوں اسنے
کتاب حقیقۃ الوحی شائع کی ہے۔ تو اسکے صفحہ ۱۲۰ میں ایک بڑے پکے
مسلمان ڈاکٹر عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کو جو خدا و رسول و قرآن
کو مانتا ہے صرف اس جھوٹے بہانہ سے کہ وہ رسول کے ماننے کو ضروری نہیں
جانتا مرتد قرار دیا ہے۔ جس کا جھوٹ ہونا ڈاکٹر نے اخبار وطن مورخہ ۱۷ مئی
۰۷ء میں شائع کر دیا ہے۔ ایسا ہی اگر تمام مسلمانوں نے ان سچے اور واقعی
عذرات سے کہ مرزا خود مدعی نبوت بن بیٹھا اور انبیاء کی توہین کرتا ہے اسکو
مرتد قرار دیا۔ تو یہ کونسی شکایت کا محل ہے۔ اور اس حکم ارتداد کو آمد مہدی
و مسیح سے انکار پر مبنی کیوں ٹھہرایا گیا ہے۔ کیا مرزا کے سوائے آمد مسیح و
مہدی سے منکر اور کوئی مسلمان نہیں ہے اور اگر ہے تو کیا اسپر حکم ارتداد
لگایا گیا ہے۔ ہم بہت سے مسلمانوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو مرزا کی مانند
آمد مسیح و مہدی سے منکر ہیں۔ اور وہ راسخ مسلمانوں کے نزدیک کافر و مرتد قرار
سنی قرار دیئے گئے ہیں۔
نہیں دیئے گئے۔ بلکہ صرف بدعتی [illegible]
مسلمانوں کا ایک قدیم فرقہ جہمیہ اور بعض معتزلہ مسیح کی آمد سے منکر چلے
آئے ہیں۔ چنانچہ شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۳۴۰ میں منقول ہے۔ اور معتزلہ کے
انکار حیات مسیح کو جو آمد کے لئے شرط ہے۔ مرزا نے بھی اپنی کتاب حقیقۃ الوحی
کے صفحہ ۳۰ میں نقل کیا ہے۔ پھر ان لوگوں کو کوئی راشد مسلمان اس انکار کی وجہ سے

مرتد قرار نہیں دیتا۔ امام مہدی کی آمد کے متعلق احادیث سے ایک بڑے مورخ اور سنی محدث ابن خلدون حضرمی نے کتاب العبر فی دیوان المبتدأ والخبر میں انکار کیا ہے۔ انکو بھی اس انکار کے سبب کسی نے مرتد نہیں کہا۔ دُور نہ جاؤ۔ اس زمانہ کے معتزلہ (نیچریہ) سر سید اور انکے فالورز نے مسیح اور مہدی دونوں کے آنے سے انکار کیا ہے۔ پھر انکو اس انکار کی وجہ سے مرتد نہیں سمجھا گیا۔ پھر اس انکار کی وجہ سے راشد مسلمانوں کا مرزا اور مرزائیوں کو مرتد قرار دینا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔

مذہبی جہاد کی نسبت کسی لکھے پڑھے راشد مسلمان کا یہ خیال نہیں ہے کہ وہ جبراً اور بزور شمشیر اسلام پھیلانے کے لئے ہے۔ بلکہ تمام واقف کار مسلمانوں کے نزدیک مذہبی جہاد صرف ڈفینسیو ہے اور مدافعت کے لئے مشروع ہے۔ پھر اس سے انکار کی وجہ سے مسلمانوں کا مرزا کو مرتد سمجھنا کیونکر ممکن ہے۔

فقرہ سوم میں جو مرزا نے کہا ہے۔ وہ بھی محض غلط اور مغالطہ ہے۔ مذہبی جہاد کی نسبت جو کچھ واقفکار مسلمانوں کا خیال ہے۔ وہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ مسیح موعود اور امام مہدی کے آنے کے متعلق بھی واقفکار مسلمانوں کا خیال یہ ہرگز نہیں ہے۔ کہ وہ بزور شمشیر اسلام پھیلانے کے لیئے آئیں گے۔ حضرت مسیح ابن مریم کی نسبت صحیح بخاری سے (جو سنی مسلمانوں اور مرزا کے اتفاق سے صحیح مسلّم چلی آتی ہے) کے صفحہ ۴۹۰ میں مسیح کی نسبت صاف آچکا ہے یضع الحرب (یعنے جب وہ آئیں گے لڑائی جہاد کو موقوف کر دینگے) جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ صرف آسمانی نشانات و کرامات سے تمام زمین میں دین اسلام کو پھیلا دینگے۔ تمام زمین پر کافر ایک بھی نہ رہے گا اور جب کافر کوئی نہ رہا تو یہ جہاد کس سے ہوگا اور چونکہ امام مہدی کی آمد بھی

اسی زمانہ میں ہوگی لہذا وہ بھی بحکم حدیث مذکور جہاد کے ذریعہ نہیں بلکہ روحانی و آسمانی برکات سے اسلام پھیلائیں گے۔ یہی بات مرزا نے خود مسیح موعود و مہدی مسعود بنکر اپنے لئے تجویز کرلی ہے تو پھر اگر یہی اعتقاد مسلمانوں کا واقعی اور اصلی مسیح اور مہدی کی نسبت ہو تو پھر انکی آمد کا اعتقاد کیوں خطرناک بتایا جاتا ہے۔ اس باب میں میںنے ایک مستقل مضمون بہ عنوان آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی تیار کیا ہوا ہے جو کہ عنقریب شائع ہونے والا ہے۔ بناءً علیہ مسیح موعود اور مہدی کے آمد کا اعتقاد کسی خطرہ کا محل نہیں ہے۔ ہاں بجائے اسکے محل خطرہ آپ جیسے لوگوں کا دعوے مسیحائیت و مہدیت ہے جو نہ واقعی مسیح موعود ہیں۔ اور نہ اصلی مہدی۔ اور نہ کسی قسم کی کرامات اور آسمانی برکات اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔ اور پھر خود ہی مسیح موعود اور خود ہی مہدی مسعود بن بیٹھے ہیں۔

آپ لوگ جب کبھی جمعیت اور شوکت پاوینگے کچھ نہ کچھ کر دکھائینگے۔ ابھی تک آپکی طرف سے کچھ ظہور میں نہیں آیا۔ تو یہ مصرعہ بی از بے چادری کا مصداق ہے۔ اگر آپکے مریدوں کی تعداد بقول آپ کے ہزاروں یا لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ تو پھر بھی وہ متفرق ہے۔ اور دوسرے کی ماتحتی میں ہے۔ دس بیس یا سو دو سو آپکے مرید لاہور میں ہیں۔ اور سو پچاس یا زیادہ اور جگہ میں ضلعے ہذا القیاس اور سب کے سب سرکاری ملازم ہیں اور سرکاری رعایا ہیں۔ جب ان سب کو یکجائی جمعیت ہوگی۔ اور کسی شخص کی ماتحتی نہ رہے گی۔ تو اس وقت دیکھا جائے گا۔ کہ آپ لوگوں سے کیا کچھ ظہور میں آتا ہے۔

آپکی ایک نظیر مہدی سوادنی کو ہم دیکھ چکے ہیں۔ پہلے تو وہ آپکی مانند روحانی درویش تھا۔ اور آخر جمعیت پاکر پولیٹیکل سردار بن گیا۔ جس کو نیچا دیکھانے کے

لیے ہماری گورنمنٹ کو بھی کچھ حصہ لینا پڑا۔

یہ بات گورنمنٹ کو ہم اور ہمارے ہمعصر بارہا جتا چکے ہیں۔ اور گورنمنٹ بھی اُنکی طرف سے غافل و مطمئن نہیں ہے۔ اور آپ کے اشتہارات و تحریرات سے دہوکہ نہیں کھاتی۔

چوتھے فقرہ میں جو کچھ مرزا نے کہا ہے۔ اسمیں بھی بالکل مغالطے سے کام لیا ہے۔ راسخ مسلمان رعایا کو پہلے تو اسنے گورنمنٹ کا وفادار تسلیم کیا۔ اور پھر اسمیں اسیقدر بھُس ملا دیا کہ اگر وہ اعتقادات مہدی و مسیح کو چھوڑ دینگے۔ تو پورے و بہتر وفادار بنے گی۔

فقرہ سوم کے متعلق ہم ابھی کہہ چکے ہیں کہ جس طور سے راسخ مسلمان مسیح موعود اور مہدی کی آمد کو مانتے ہیں۔ اسمیں انکی وفاداری میں کچھ نقصان نہیں ہے۔

سلطنت کو یا وفاداری رعیت کو کوئی اگر خطرہ ہے تو جھوٹے مسیحوں کی مسیحائیت اور بناوٹی مہدیوں کی مہدویت سے ہے و بس جسکی تفصیل ہمارے مستقل مضمون آسمانی مسیح اور اسکا رفیق مہدی میں ہے۔ جو عنقریب شائع ہو گا۔ اس فقرہ چہارم کے متعلق ہم اس قدر کہنے سے نہیں رک سکتے۔ کہ اس فقرہ میں پھر مسلمانوں کی وفاداری پر صراحتاً اور ہز میجسٹی امیر کی برٹش گورنمنٹ سے سچی دوستی پر در پردہ حملہ کیا ہے۔ اور یہ جتایا ہے کہ مسیح موعود و مہدی کے آنے کے اعتقاد کے ساتھ مسلمان گورنمنٹ کے پورے وفادار اور ہز میجسٹی امیر گورنمنٹ کے پورے صادق دوست نہیں ہو سکتے۔ جو نہایت افسوس کا محل ہے۔ اور سخت شرمناک اور غیر شریفانہ حملہ ہے۔ جس کا جواب ہم اوپر بھی دے چکے ہیں۔ ہاں اسکے مقابلہ میں مسلمان مرزا غلام احمد کی نسبت یہ کہہ سکتے ہیں

جبکہ تم اپنی کتاب دافع الوساوس کے صفحہ ۶۰۱ میں صاف یہ عبارت لکھ چکے ہو کہ جب انسان خداتعالے کا نافرمان ہوجاتا ہے۔ تو اسکی ملک اصل مالک (خداتعالے) کی طرف عود کرتی ہے۔ اور پھر اُس مالک حقیقی کو اختیار ہوتا ہے۔ کہ چاہے تو بلا توسط رسل نافرمانوں کے مالوں کو تلف کرے اور ان کی جانوں کو معرض عدم میں پہنچاوے۔ یا کسی رسول کے واسطے سے یہ تجلی قہری نازل فرماوے۔ ایک ہی بات ہے" اور تمہارے نزدیک گورنمنٹ بھی بلحاظ مذہب خدا کی نافرمان ہے۔ اسی واسطے تم نے اپنے انگریزی اشتہاروں میں گورنمنٹ کو اپنے مذہب کی طرف بلایا۔ اور عذاب اخروی سے ڈرایا ہے۔ لہٰذا اس عبارت میں آپنے اس امر کو جائز رکھا ہے۔ کہ خدا چاہے تو تمہارے ذریعہ گورنمنٹ کی جان و مال کو تلف کردے۔ اور یہی بعینہٖ جہاد کا مفہوم اور اسکا نتیجہ لازمہ ہے۔

اس صورت میں تمہاری وہ تحریرات و اشتہارات جن میں تم گورنمنٹ سے جہاد کو ناجائز کہتے ہو۔ تمہارے دلی اعتقاد کا فوٹو نہیں بلکہ وہ ہاتھی دانتوں کی مانند ہیں جو کھانے کے اَور دکھانے کے اَور ..... اگر اب تم عبارت کو وِدڈراد (واپس) کرلو یا اسکی غلطی و منسوخی کا اشتہار دو تو پھر تم بھی تمام مسلمان رعایا کی مانند گورنمنٹ کے سچے وفادار بن جاؤ گے۔ اور گورنمنٹ سے اسکی موجودہ حالت میں جہاد کو ناجائز جاننے والے سمجھے جاؤ گے۔ مگر اس شرط سے کہ مسیح موعود اور مہدی مسعود کا دعوے چھوڑ دو۔ یہ دعوی بجز حضرت عیسیٰ ابن مریم اسرائیلی اور انکے رفیق امام مہدی جس شخص کے منہ سے نکلیگا وہ مفسد ہوگا اور وہ جب قابو پائیگا تلوار اٹھائیگا اور زمین میں خون بہائیگا۔ روحانی برکات اور آسمانی نشانات سے دین اسلام کو تمام دنیا میں پھیلانا اسی حضرت مسیح ابن مریم اسرائیلی کا کام ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا ہے اور آسمان ہی سے اتریگا اور اسکے وقت میں اسکی تائید کیلئے کوئی اور امام

پیدا ہوگا جو امام مہدی کہلائیگا۔ زمینی ہو کر جو مسیح بن بیٹھے گا اور خود ہی اسرائیلی مسیح کے موجود ہونیکے بغیر مہدی کہلائیگا وہ مسلمانوں کے اعتقاد میں مفسد وخونریز ہوگا"

یہ مضمون سول اینڈ ملٹری گزٹ ۱۹ جولائی میں درج ہو کر شائع ہوا تو مرزا کے پارٹی میں کھلبلی مچ گئی۔ اور ۲۱۔ جولائی کو انکے ہیڈ کوارٹر قادیان میں ایک جنرل میٹنگ (بڑی بھاری کمیٹی) ہوئی جس میں شور وغل برپا ہوگیا کوئی کہتا اسکا جواب سول میں شائع کیا جائے۔ اسکو جواب ملا کہ سول اسکو نہیں چھاپے گا۔ کوئی کہتا اسکے جواب سے بالکل سکوت اختیار کرنا چاہئے۔ اس پر مرزا جی نے خوف زدہ ہو کر یہ اعتراض کیا کہ اس صورت میں گورنمنٹ ہم پر بدظن ہو جائیگی۔ اور آخر یہ قرار پایا کہ اسکے جواب میں ایک مستقل پمفلٹ چھپوا کر اعلیٰ افسران گورنمنٹ کے پاس بھیجدینا چاہئے۔ اور مولوی محمد احسن امروہی یا حکیم نور دین کو یہ کام سپرد ہوا کہ نواب صاحب بھوپال کی تالیفات جمع کر کے اُن سے آمد مہدی کے متعلق خیالات نواب صاحب کو نقل کر کے یہ ثابت کرنا چاہئے کہ چونکہ راقم مضمون و خاکسار ایڈیٹر ہٰذا نے نواب کو امام و پیشوا تسلیم کیا ہوا ہے۔ لہذا اسکا اعتقاد بھی آمد مہدی کی نسبت وہی ہوگا جو نواب صاحب نے ظاہر کیا ہے۔ یہ حال تشویش اور ارادہ جواب نویسی اس پارٹی کا سنکر خاکسار نے مرزا جی کے نام اس مضمون کا خط لکھا کہ اگر اس مضمون کا جواب آپ لکھنا چاہیں تو خاکسار آپ کی مدد کرنیکو حاضر ہے۔ نواب صاحب کی تالیفات سے جو کتاب مطلوب ہو خاکسار سے مستعار طلب کریں اور میرا رسالہ اشاعۃ السنۃ جس میں نواب صاحب کے خیالات پر بحث ہے اور وہ اردو و انگریزی دونوں زبانوں میں شائع ہو چکا ہے قیمتاً طلب کریں اس خط کے روانہ ہو جانے کے بعد مرزا جی کے آرگن ایڈیٹر الحکم بٹالہ میں آئے اور وہ خاکسار کا رسالہ جہاد اردو و فارسی معہ نقل سرٹیفکیٹ لے گئے۔ دیکھئے انکا پمفلٹ کب شائع ہوتا ہے؟